صارفین کے حقوق: معاصر پاکستانی قوانین اور سیرت نبوی ﷺ کا تقابلی مطالعہ

☆ڈاکٹر ابظاہر خان

☆☆رحیم داد

Abstract

In order to protect consumer rights, the government has made regular legislation on national and provincial level. In which the rights of the consumers are clearly explained. These rules are contemporary and comprehensive,those who are more likely to ensure the protection of consumer rights. With the help of these laws, different issues and conflicts of consumers can be resolved.

The Sharia , the rights reserved for the users/consumers are also of a wide variety.

In this article first the contemporary laws of Pakistan about the consumers protections has been explained and then in the lights of Saying of Muhammad (PBUH) the rights of users and consumers have been mentioned in details, in the last the comparison of the both laws is presented.

Keywords : Islam, Consumers, Rights, Seerat, Shariat.

تعارف:

صارفین کے حقوق کے تحفظ کے لئے حکومت پاکستان نے قومی اور صوبائی سطح پر باقاعدہ قانون سازی کی ہے۔ جس میں صارفین کے حقوق کو واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ یہ قوانین عصر حاضر میں نافذ اور جامع بھی ہیں۔ جو صارفین کے حقوق کی تحفظ کو یقینی بنانے میں ممد ثابت ہوتے ہیں۔ ان قوانین کی مدد سے صارفین کے مختلف مسائل اور تنازعات کو بآسانی حل کیا جاسکتا ہے۔ شریعت مطہرہ نے جو حقوق صارفین کے لئے بیان کئے ہیں وہ بھی جامع نوعیت کے ہیں۔ ذیل میں دونوں کا موازنہ مختصر انداز میں پیش کیا جائے گا۔

پاکستانی قوانین میں صارفین کے حقوق کے تحفظ کے لئے قانون سازی کے عمل کا تعارفی و تجزیاتی مطالعہ:

1. اسلام آباد کنزیومر پروٹیکشن ایکٹ ۱۹۹۵ء کا تعارف:

حکومت پاکستان نے سب سے پہلے قومی سطح پر صارفین کے حقوق کے تحفظ کے لئے قانون سازی کا عمل شروع کیا۔ ۱۹۹۵ء میں پہلا ایکٹ پاس کیا جس کی تفصیلات مندرجہ ذیل ہیں:

☆اسسٹنٹ پروفیسر، علوم اسلامیہ، جامعہ عبد الولی خان، مردان

☆☆ایم فل ریسرچ سکالر، علوم اسلامیہ، جامعہ عبد الولی خان، مردان

الف: ایکٹ کا نام: اسلام آباد کنزیومر پروٹیکشن ایکٹ ۱۹۹۵ء

ب: ایکٹ کا مقصد: صارفین کے حقوق کے تحفظ کے لئے اقدامات کرنا

ج: دائرہ کار (حدود): اسلام آباد (یہ ایکٹ اسلام آباد سے متعلق علاقوں میں نافذ العمل ہو گا)

د: اختیارات: کورٹس آف سیشن اسلام آباد

ذ: صارف سے مراد:

i. خریداری اشیاء بالخصوص ادائیگی جو اداشدہ ہو یا وعدہ شدہ ہو یا کچھ کا وعدہ ادا کرنے کا کیا ہو یا کسی نظام کے تحت بعد ادائیگی مستعار لینا خریدتا ہو اور بشمول استعمال کنندہ لیکن ایسا شخص شامل نہ ہو گا جو تجارتی مقصد کے لئے اشیاء بعد از خرید دوبارہ فروخت کرتا ہو۔

ii. کرایہ، اجرت پر سامان یا خدمات بابت غور اداشدہ یا وعدہ شدہ یا جزوی وعدہ بابت ادائیگی یا ایسے نظام بابت ادائیگی بشمول کرایہ پر خریدنا یا لیزنگ اور بشمول فائدہ وظیفہ خدمات۔[1]

صارفین کے حقوق کے تحفظ کے لئے کئے گئے قانون اقدامات کا خلاصہ:

صارفین کی آسانی کے لئے قومی اسمبلی نے جو مذکورہ بل پاس کیا ہے اس کا بنیادی مقصد صارفین کے حقوق کا تحفظ ہے۔ اس غرض کے لئے مندرجہ ذیل قانونی نکات ذکر کئے گئے ہیں تاکہ واضح رہے کہ کونسا عمل و طریقہ کار ممنوع تصور ہو گا جس کا کرنا جرم بھی ہو گا اور جس کے کرنے سے صارفین کے حقوق کی پامالی بھی لازم آئے گی۔

ناواجب تجارتی عمل کا مفہوم:

وہ کاروبار یا پیشہ جو صارفین کے لئے نقصان کا باعث بنتا ہو ایسے کاروبار یا پیشہ کو " ناواجب تجارتی عمل" کہا جاتا ہے۔ جس کے لئے ایکٹ میں مندرجہ ذیل ہدایات مذکور ہیں:

- ایسی جھوٹی نما اشیاء یا خدمات نمائندگی جس سے یہ سمجھا جائے کہ وہ چیز یا خدمات کسی خاص معیار مقدار بوجہ قسم ملاوٹ یعنی اس میں کوئی چیز مخفی لکھی گئی ہو۔
- کوئی ایسی چیز جس کو دوبارہ مرمت کیا گیا ہو اور اس کو نئی چیز کے داموں فروخت کیا جارہا ہو یا ظاہر کیا جارہا ہو کہ یہ نئی چیز ہے۔

- ایسی جھوٹی نمائندگی جو عام کمپنی کو خاص ظاہر کیا جائے۔ جو معیاری نہ ہو بس ظاہر کیا گیا ہو۔
- ایسی غلط نمائندگی جس کے ذریعے یہ ظاہر کیا گیا ہو کہ کسی چیز کا استعمال انتہائی ضروری ہو۔
- عوام کو غلط وارنٹی / گارنٹی دینا
- غلط طور پر مکان / گھر وغیرہ فروخت کرنا جس میں مخصوص سہولیات موجود نہ ہو۔
- عوام کو غلط یقین دہانی کرانا
- ایسے نجی تعلیمی ادارے جو قومی یا بین الاقوامی مجاز اتھارٹی سے منظور شدہ نہ ہو اور تشہیر کریں کہ وہ منظور شدہ ہیں۔
- غلط نمائندگی کہ ماہرین کی خدمات کی سہولیات میسر ہیں مثلاً ڈاکٹرز، انجنیئرز، حکماء وغیرہ
- ایسے غلط حقائق کسی دوسرے ادارے یا فرم کے بارے میں پیش کرنا جس وہ سے بدنام ہو۔
- بذریعہ خط / اشتہار ضروریات زندگی یا خدمات کو غلط تفصیلات بیان کرنا[2]

کونسل کے قیام کی منظوری:

اسلام آباد کنزومر پروٹیکشن ایکٹ ۱۹۹۵ء سیکشن ۳ کے تحت صارفین کے حقوق کی تحفظ کے لئے کنزومر پروٹیکشن کونسل، اسلام آباد کے قیام کو عمل میں لایا گیا۔ جو ۱۲ ارکان پر مشتمل ہوگئی۔ فیڈرل گورنمنٹ باقاعدہ نوٹفکیشن کے مطابق ایکٹ کے اصولوں کو مدنظر رکھ کر چیئرمین کا انتخاب کریں گی۔ کونسل باقاعدگی کے ساتھ اپنی سرگرمیوں کا خیال رکھی گی اور صارفین کی شکایات کو حاصل کرکے اس کو اپنی ماہرانہ رائے سے آگاہ کرے گی اور ان کی ممکن مدد کے لئے اپنی کوششوں کا دائرہ وسیع کرے گی۔ اس کونسل کا بنیادی مقصد حکومت، صارفین اور مارکیٹ کے درمیان ربط پیدا کرنا ہے تاکہ تینوں اپنے حقوق اور ذمہ داریوں سے آگاہ رہیں۔[3]

شکایات کی وصولی اور سزائیں:

کنزومر پروٹیکشن کونسل شکایات وصول کرے گی اور اس کو عمل درآمد کے لئے متعلقہ حکام تک پہنچائے گی۔ اگر ایکٹ کے سیکشن ۷ کے مطابق کوئی جھوٹے اشتہارات شائع یا سیکشن ۵ میں مذکورہ صورتوں میں کوئی بھی صورت اختیار کرے گا تو ان کو دو سال قید یا چالیس ہزار کا جرمانہ یا دونوں سزاؤں کا نفاذ ہو سکتا ہے۔

اسلام آباد کنزومر پروٹیکشن ایکٹ ۱۹۹۵ء میں قومی اسمبلی نے ۲۰۱۱ء دوبارہ کچھ اضافہ کیا۔ جنوری ۲۰۱۲ء میں اس کا نوٹفکیشن جاری کر دیا۔[4]

2. دی پنجاب کنزومر پروٹیکشن ایکٹ ۲۰۰۵ء کا تعارف

مذکورہ ایکٹ صارفین کے حقوق کے لئے وضع کیا گیا ہے۔ جس کا ذیل میں مختصراً ذکر کیا جارہا ہے:

اس ایکٹ کے چھ بنیادی حصے ہیں:

حصہ اول: ابتدائیہ

الف: ایکٹ کا نام: دی پنجاب کنزومر پروٹیکشن ایکٹ ۲۰۰۵ء

ب: دائرہ کار: صوبہ پنجاب

ج: اتھارٹی: ڈی سی او (ڈسٹرکٹ کوارڈنیٹر آفیسر) یا حکومت جس کو اختیار دے دیں۔

د: صارف: ایکٹ میں صارف کی تعریف کچھ یوں کی گئی ہے:

i. بعوض بدل کوئی مصنوعہ چیز خرید تا ہے یا پٹہ پر لیتا ہے اور بشمولہ مصنوعہ چیز کا استعمال کنندہ شامل ہے لیکن وہ شخص شامل نہیں جو دوبارہ فروخت یا کسی مقصد کے لئے کوئی مصنوعہ شے حاصل کرتا ہے اس میں شامل نہ ہو گا۔

ii. بعوض بدل کوئی خدمات کرایہ پر لیتا ہے اور ایسی خدمات کا کوئی مستفید شامل ہے۔[5]

حصہ دوم: ناقص اشیاء سے پیدا ہونی والی ذمہ داری

- ناقص اشیاء کی ذمہ داری
- بناوٹ یا آمیزش میں نقص
- نمونہ میں نقص
- ناقص بوجہ نامناسب تنبیہ ناقص بوجہ واضح ورانٹی سے عدم مطابقت
- مینوفیکچرر کے علم کا ثبوت
- ہرجانہ دینے پر پابندی
- فرض انکشاف

- ذمہ داری سے استخراج پر ممانعت[6]

حصہ سوم: ناقص اور غلط خدمات سے پیدا ہونی والی ذمہ داری

- فراہمی خدمات کا معیار
- ہرجانہ ادا کرنے پر پابندی
- فرض انکشاف
- ذمہ داری سے استخراج پر ممانعت[7]

حصہ چہارم: مینوفیکچرز کی ذمہ داریاں

- مقام کاروبار پر قیمتوں کا نمایاں ہونا
- خریدار کو رسید کا جاری کرنا
- واپسی اور رقم لوٹانے کی پالیسی[8]

حصہ پنجم: غیر مناسب افعال

- جھوٹی، دھوکہ باز اور گمراہ کن نمائندگی
- جھوٹے اشتہارات پر ممانعت[9]

حصہ ششم: اتھارٹی کے اختیارات

- اتھارٹی کے اختیارات
- حکومت کے اختیارات[10]

3. تحفظ صارفین کا قانون مجریہ ۱۹۹۷ء خیبر پختونخواہ

قومی اسمبلی اور پنجاب اسمبلی کی طرح خیبر پختونخواہ اسمبلی نے بھی صارفین کے حقوق کے تحفظ کے باقاعدہ قانون سازی کی ہے۔ ۱۹۹۷ء میں "تحفظ صارفین کا قانون مجریہ ۱۹۹۷ء پاس کیا ہے جو صارفین کے حقوق کے تحفظ کے لئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اس ایکٹ کا مختصر تعارف ذیل میں پیش کیا جا رہا ہے:

مذکورہ ایکٹ کے بنیادی چار حصے ہیں۔[11]

حصہ اول: تعارف ایکٹ اور ضروری اصلاحات کی وضاحت

حصہ دوم: صارفین کونسل کے بارے میں بنیادی قانون سازی

حصہ سوم: استغاثوں کا فیصلہ

حصہ چہارم: متفرق

مذکورہ ایکٹ میں " ناواجب تجارتی عمل " کے عنوان سے ۱۴ صورتیں واضح کر دی گئی ہیں جن کا کرنا قانون درست نہ ہو گا اور اگر کوئی شخص اس طرح کرے گا وہ قانون کے مطابق ملزم تصور ہو گا اور اس ایکٹ کے مطابق اس کے خلاف قانونی کاروائی کی جائے گی۔

4. دی سندھ کنزیومر پروٹیکشن ایکٹ ۲۰۱۴ء(ایکٹ نمبر XVII-2015)

دوسری قومی اور صوبائی اسمبلیوں کی طرح سندھ حکومت نے بھی صارفین کے حقوق کی حفاظت کے لئے باقاعدہ قانون سازی کی ہے اور "دی سندھ کنزیومر پروٹیکشن ایکٹ ۲۰۱۴ء(ایکٹ نمبر XVII-2015)" کے نام سے سندھ اسمبلی نے ایکٹ منظور کیا ہے۔ جس کے ضروری تفاصیل مندرجہ ذیل ہیں:[12]

مذکورہ ایکٹ ایک تفصیلی ایکٹ ہے جو آٹھ بنیادی حصوں پر مشتمل ہے:

حصہ اول: "ابتدائیہ" جو ایکٹ کے تعارف اور بنیادی اصطلاحات پر مشتمل ہے۔

حصہ دوم: عیب دار مصنوعات سے پیدا ہونے والی ذمہ داری

حصہ سوم: عیب دار اور ناقص خدمات کی مصنوعات سے متعلق پیدا ہونے والی ذمہ داری

حصہ چہارم: مینوفیکچررز کی ذمہ داری

حصہ پنجم: غیر منصفانہ طریقے (ناواجب تجارتی عمل)

حصہ ششم: اتھارٹی کے اختیارات

حصہ ہفتم: کنزیومر پروٹیکشن کونسل کی تشکیل کے بارے میں قانون سازی

حصہ ہشتم: شکایات کی وصولی اور صارف عدالتوں کا قیام

حصہ نہم: متفرقات

5. دی بلوچستان کنزیومر پروٹیکشن ایکٹ ۲۰۰۳ء

صارفین کے حقوق کے لئے بلوچستان حکومت نے بھی قانون سازی کی ہے اور بلوچستان اسمبلی نے " دی بلوچستان کنزومر پروٹیکشن ایکٹ ۲۰۰۳ء " کے نام سے ایکٹ منظور کیا ہے جو مندرجہ ذیل بنیادی چار حصوں پر مشتمل ہے:[13]

حصہ اول: ابتدائیہ

حصہ دوم: کنزیومر پروٹیکشن کونسل کا قیام

حصہ سوم: شکایات کی وصولی

حصہ چہارم: متفرقات

سیرت طیبہ کی روشنی میں صارفین کے حقوق کا تعارفی جائزہ

اسلام ایک جامع دین ہے۔ محمد مصطفی ﷺ کی سیرت طیبہ چشمہ ہدایت ہے۔ آپ ﷺ کے ہدایات پر عمل کرنے میں دنیاو آخرت میں کامیابی کا باعث ہے۔ دنیاوی معاملات کے لئے آپ ﷺ نے باقاعدہ احکامات صادر فرمائیں ہیں۔ انبیاء کرامؑ جو اصلی پیغام وحی سے جڑے رہیں اس کے ساتھ ساتھ دنیاوی معاش کے لئے بھی کسی نہ کسی پیشہ سے وابستہ رہیں۔ آپ ﷺ نے اپنے لئے پیشہ تجارت منتخب کیا تھا۔ اللہ تعالی نے قرآن کریم میں "فضل اللہ" قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالی ہے: وَابۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِ اللّٰہِ[14] جو اس پیشہ کی افضلیت پر دال ہے۔ تجارت کا پیشہ مقدس اور اہمیت کا باعث ہے۔ تجارت میں دو افراد کو بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ (الف) بائع

(ب) مشتری (صارف)

بائع اور مشتری کے حقوق شریعت مطہرہ نے تفصیلا بیان کئے ہیں۔ ذیل میں ان حقوق کا خلاصہ پیش کیا جارہا ہے۔

شریعت اسلامی میں تجارت کا مفہوم:

تجارت کا لفظ تاء، جیم اور راء سے بنا ہوا ہے۔ تجر یتجر تجارۃ بطور مصدر استعمال ہوتا ہے۔[15] فقہ اسلامی میں تجارت کی تعریف کچھ یوں کی گئی ہے: " التجارة فی اللغة والاصطلاح ھی تقلیب المال، ای

بالبيع والشراء لغرض الربح وهی فی الاصل مصدر دال علی المهنة، وفعله تجر يتجر تجراً وتجارة"۔[16]

فقہ اسلامی میں بائع و مشتری کا تعارف:

فقہ اسلامی میں "بیع" کا مفہوم:

بیع عربی زبان کا لفظ ہے جو اضداد میں شمار ہوتا ہے جس کے لغوی معنی ہے خریدنا اور بیچنا۔[17]

بیع کا اصطلاحی مفہوم: فقہ اسلامی میں بیع کو کچھ یوں متعارف کرایا گیا ہے:

"واما مفهومه لغةوشرعا فقال فخر الاسلام البيع لغة مبادلة المال بالمال و كذا فی الشرع لكن زيد فيه قيد التراضی"[18]

بیع کے ارکان: بیع کے بنیادی دو ارکان ہیں: (۱) ایجاب و قبول (۲) تعاطی

بیع کے شرائط: بیع کے شرائط چار ہیں: (۱) شرائط انعقاد (۲) شرائط نفاذ (۳) شرائط صحت (۴) شرائط لزوم

بیع کی قسمیں: فقہ اسلامی میں بیوع کی مختلف قسمیں مذکور ہیں ذیل میں چند مشہور کا تعارف پیش کیا جارہا ہے:[19]

(الف) احکام کے اعتبار سے بیع کی قسمیں: (بیع کی جائز شکلیں)

(۱) بیع نافذ سے مراد وہ بیع ہے جو اپنی اصل اور خارجی شرائط کے اعتبار سے صحیح ہو، نہ مبیع میں کسی کا حق متعلق ہو اور نہ اس میں بائع یا مشتری کے لیے کوئی خیار ثابت ہو۔

(۲) بیع غیر نافذ سے مراد وہ بیع ہے جس میں مذکورہ بالا باتیں پائی جاتی ہوں لیکن اس میں بائع یا مشتری کے لیے خیارات میں سے کوئی خیار بھی ثابت ہو، جس کی وجہ سے فی الحال یہ بیع لازم نہ ہو۔

(۳) بیع موقوف سے مراد وہ بیع ہے جو غیر کے حق کی وجہ سے نافذ نہ ہو سکے اس کو بیع موقوف کہتے ہیں، صاحب حق اگر اجازت دے دے تو جائز ہو جائے گی ورنہ ناجائز ہے جب تک کہ اس کا حق جدا کر کے اس کو نہ دیا جائے اور از سر نو ایجاب و قبول نہ کیا جائے۔

(ب) **مبیع کے اعتبار سے بیع کی قسمیں**

(۱) بیع مرابحہ: یہ وہ بیع ہے جس میں بائع اپنی قیمت خرید پر اضافی رقم لے کر کسی مبیع کو فروخت کریں مثلاً ایک کتاب ۴۵ روپے میں خرید کر ۵۰ روپے میں بیچ دے۔ ربحہ کے معنی ہیں نفع اور چونکہ اس معاملہ میں بائع کو نفع ملتا ہے اس لیے اس بیع کو مرابحہ کہتے ہیں۔اس کے ضمن میں بیع تعاطیبھی ہے۔بیوعات میں عام طور پر ایجاب و قبول زبان سے کی جاتی ہے لیکن بیع تعاطی میں صورت خاموشی کی ہے یعنی جب کسی چیز کی قیمت پہلے سے معین ہو تو بائع اور مشتری بیع کا معاملہ اس طرح کرتے ہیں کہ مشتری مبیع کی قیمت کو بائع کے ہاتھ میں دے کر یا اس کے سامنے رکھ کر خاموشی کے ساتھ مبیع کو اٹھا لیتے ہیں زبان سے کچھ بھی نہیں کہتا اور بائع قیمت کو خاموشی کے ساتھ قبضہ کر لیتا ہے اور زبان سے کچھ بھی نہیں کہتا۔ اس کو بیع تعاطی کہتے ہیں۔ فقہاء کے صحیح قول کے مطابق عمدہ اور حسیس دونوں قسم کے چیزوں میں یہ بیع جائز ہے۔ یہ اگرچہ اس تقسیم میں شامل نہیں ہے لیکن بائع کی خاموشی دلالت کرتی ہے کہ اس میں کوئی منافع ضرور ہے،اس لیے میں نے اس کا تذکرہ بیع مرابحہ کے ضمن میں کر دیا۔

(۲) بیع تولیہ: مبیع کے مالک یعنی بائع نے اگر اسی قیمت پر اپنا سامان بیچ دیا جس پر خرید ا تھا تو اس بیع کو بیع تولیہ کہتے ہیں۔

(۳) بیع وضیعہ: جب مالک اپنی چیز (مبیع) کو تاوان کے ساتھ بیچ دے تو اس بیع کو بیع وضیعہ کہتے ہیں۔

(۴) بیع مساومہ: بیع مساومہ اس بیع کو کہتے ہیں جس میں قیمت کا بالکل ذکر نہ ہو، مبیع کی قیمت خرید، قیمت فروخت سے کم ہو یا زیادہ یا مساوی ہو،بائع اس کا کوئی تذکرہ نہ کریں جبکہ گزشتہ تینوں بیوع میں قیمت کا ذکر ضرور ہو گا۔ان میں قیمتوں کے ذکر سے نام کا پتہ چلے گا کہ کون سا بیع مساومہ ہے، کونسا مرابحہ ہے، کونسا وضیعہ ہے اور کونسا تولیہ ہے۔

(د) مبیع کے اعتبار سے بیع کی قسمیں

(۱) بیع صرف: ثمن جس کو عام عرف میں قیمت سے موسوم کیا جاتا ہے،اس کے بدلے ثمن یعنی قیمت ہی دینے کو بیع صرف کہا جائے، مثلاً روپے کا نوٹ، نوٹ ہی سے بدلنا یا سکہ کو سکہ سے بدلنا،اسی طرح سونا سونے سے اور چاندی چاندی سے بدلنا۔ بیع صرف میں مساوات اور برابری کے علاوہ مجلس بیع میں ثمن اور مبیع پر قبضہ بھی ضروری ہے

ورنہ یہ معاملہ سود ہو جائے گا کما فی الحدیث :قال رسول اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلّم : الذہب بالذہب رباً الا ھاء وھاء والبرّ بالبرّ رباً الاّ ھاء وھاء ۔[20]

یہ حدیث نص ہے کہ مجلس عقد میں ثمن اور مبیع پر قبضہ ضروری ہے ورنہ معاملہ سود ہو جائے گا اور مساوات کے بارے میں ارشاد نبوی ہے۔قال ابو سعید فی الصرف سمعت رسول اللہ صلیّ اللہ علیہ وسلمّ یقول الذہب بالذہب مثل بمثل والورق بالورق مثل بمثل۔[21]

(۲) بیع مقائضہ: یہ وہ بیع ہے جس میں رقم اور سونا چاندی نہیں ہوتی بلکہ سامان کو سامان کے بدلے فروخت کی جاتی ہے مثلاً کتاب کو کپڑے کے عوض یا کپڑے کو لکڑی کے عوض بیچنا۔

(۳) بیع مطلق: بیع مطلق وہ بیع ہے جس میں سامان کو روپوں کے عوض بیچا جاتا ہے جیسے قلم کو روپے اور سکے کے عوض بیچنا۔اس میں روپے ثمن اور قلم مثمن یعنی مبیع ہے۔جو لوگ عام بیوعات کرتے ہیں یہ سب بیع مطلق کے ضمن میں آتے ہیں۔

(ج) مدت کے لحاظ سے بیع کی قسمیں

(۱) بیع سلم: بیع سلم اس بیع کو کہتے ہیں جس میں قیمت ایڈوانس میں فی الحال ادا کی جائے اور مبیع بعد میں دینے کا وعدہ ہو مثلاً ایک مشتری ایک گاڑی خرید تا ہے تو آج ایجاب و قبول مکمل ہو جانے کے بعد مشتری گاڑی کی قیمت دے دے اور بائع وعدہ کرے کہ کل میں گاڑی آپ کو حوالہ کروں گا۔

(۲) بیع موجل: اگر معاملہ اوپر مذکورہ صورت کے برعکس ہو یعنی بائع مبیع مشتری کو فی الحال حوالہ کرے اور مشتری قیمت کسی معین تاریخ پر دینے کا وعدہ کرے تو اس کو بیع مؤجل کہتے ہیں۔شریعت میں یہ دونوں بیوع جائز ہیں۔

مذکورہ بالا اقسام کے علاوہ فقہاء کرام نے دوسرے اقسام کا ذکر بھی کیا ہے جن میں اکثر بیوع شرعاً ناجائز ہیں تاکہ مسلمان ان ناجائز بیوع سے آگاہ ہو کر اجتناب اور پرہیز کرے اور گناہ، دھوکہ کھانے اور دھوکہ دینے سے محفوظ ہو جائے، البتہ بعض بیوع جمہور علماء کے نزدیک جائز ہیں۔ذیل میں ایسے بیوع کا اختصاراً تذکرہ کیا جاتا ہے۔

(د) بیع کی ممنوع شکلیں

(۱) بیع مکروہ: یہ وہ بیع ہے جو اپنی ذات کے اعتبار سے صحیح ہو لیکن کسی امر خارج کی وجہ سے اس میں کراہت آئی ہو جیسے جمعہ کے اذان کے وقت بیع کرنا۔

(۲) بیع باطل: یہ وہ بیع ہے ذات کے اعتبار سے بالکل درست نہ ہو مثلاً مسلمان شراب یا خنزیر کو بیچے، چونکہ یہ چیزیں اس کے حق میں مال نہیں ہے اس لیے یہ بیع صحیح نہیں۔

(۳) بیع فاسد: یہ وہ بیع ہے جو ذات اور اصل کے اعتبار سے تو درست ہو لیکن شرط فاسد کی وجہ سے اس میں فساد و نقصان آیا ہو اور ہر وہ شرط جو عقد کے تقاضا کے خلاف ہو شرط فاسد کہلاتا ہے۔

(۴) بیع غرر: بیع غرر کا دائرہ بہت وسیع ہے، اگر ثمن میں جہالت ہو یا مبیع کی سلامتی مشکوک ہو تو یہ بیع غرر کے ضمن میں آتے ہیں۔

(۵) بیع حبل الحبلہ: حبل حمل کو کہتے ہیں اور حبل الحبل کا مطلب ہے حمل کا حمل، پس اس بیع کا مطلب یہ ہوا کہ حمل کے حمل کو فروخت کرنا۔ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کے خرید و فروخت سے منع فرمایا ہے۔[22]

(۶) بیع ملامسہ: اس بیع کی صورت یہ ہے کہ مشتری مبیع کو ہاتھ لگائے اور صرف ہاتھ لگانے سے مشتری کے لیے بیع رد کرنے کا اختیار ختم ہو جائے۔ یہ بیع بھی شرعاً ممنوع ہے۔

(۷) بیع منابذہ: جب بائع مشتری کو مبیع پھینک دے اور مشتری کے لیے بیع فسخ کرنے کا اختیار ختم ہو جائے تو اس کو بیع منابذہ کہتے ہیں۔

(۸) بیع حصاۃ: حصاۃ کنکری کو کہتے ہیں، اس بیع کی صورت یہ ہے کہ خرید و فروخت کے وقت بائع مشتری سے کہے کہ بات چیت کے درمیان میں تجھ پر کنکری پھینک دوں تو بیع لازم ہو جائے گی۔ یہ بھی ممنوع بیوعات میں سے ہے۔

(۹) بیع مزابنہ و محاقلہ: بیع مزابنہ وہ بیع ہے جس میں درخت پر لگے ہوئے پھل کے عوض اسی پھل کے ٹوٹے ہوئے دانے بیچے جاتے ہیں اور بیع محاقلہ میں کھیت میں کھڑی فصل کے دانوں کے عوض اسی جنس کے ٹوٹے ہوئے دانے دیے جاتے ہیں۔ سنن ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قسمکے بیع سے منع فرمایا ہے۔[23]

(۱۰) بیع المضامین والملاقیح: جب بچہ ماں کے پیٹ میں ہو اور اس کا سودا کیا جائے تو اس کو بیع ملقوح کہتے ہیں اور جب بچہ ماں کے پیٹ میں بھی نہ ہو بلکہ نر کے مادہ منویہ کی صورت میں ہو تو اس کی بیع کو بیع مضمون کہتے ہیں، یہ جاہلیت کے بیوع ہیں اور شرعاً ممنوع اور حرام ہیں۔

(۱۱) بیع الحاضر للبادی: حاضر شہری کو اور بادی دیہاتی کو کہتے ہیں، سنن ترمذی میں ہے:

لا یبیع حاضر للبادی ودعوا الناس یرزق اللہ بعضھم من بعض۔[24]

ترجمہ: شہری دیہاتی کے لیے فروخت نہ کریں بلکہ لوگوں کو چھوڑ دو کہ اللہ تعالیٰ ایک کو دوسرے کے ذریعے رزق عطا فرماتا ہے۔

(۱۲) بیع تلقی الجلب: تلقی الجلب کی صورت یہ ہے کہ کسی شہر کے تاجر شہر سے باہر جا کر آنے والے تاجروں سے راستے میں سامان تجارت شہر کے بازار سے کم قیمت پر خرید لیتے ہیں، چونکہ باہر کے تاجروں کو ریٹ کا مکمل اندازہ نہیں ہوتا اس لئے شہر کے تاجر انہیں دھوکہ دے کر ان سے کم قیمت پر مال خرید لیتے ہیں اسی وجہ سے شریعت نے بائع کو اختیار دے دیا کہ اگر وہ چاہے تو بیع فسخ کر سکتا ہے۔ سنن ترمذی میں ہے کہ تلقی الجلب کے ساتھ مال بیچنے والے بائع کو بیع رد کرنے کا اختیار ہے۔[25]

(۱۳) بیع نجش: غرر کی طرح نجش کی بھی مختلف صورتیں ہیں۔ بیع نجش کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص مبیع خریدنے کا ارادہ نہیں رکھتا، صرف دوسرے خریداروں کو ابھارنے کے لیے قیمت کو بڑھا چڑھا کر کہتا ہے کہ میں اتنے پر خریدتا ہوں، گویا اس کا مقصد لوگوں کو دھوکہ دینا ہوتا ہے۔ شریعت میں ایسا کرنا ناجائز اور حرام ہے۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال نھی النبی صلیٰ اللہ علیہ وسلمّ عن النجش۔[26]

(۱۴) بیع مزائدہ: بیع مزائدہ کو نیلام اور بیع من یزید بھی کہتے ہیں۔ اس بیع میں بائع یا دلال بولی کرتا ہے اور بہت سارے گاہک قیمت لگا کر خریدنے کا اظہار کرتے ہیں، آخر میں جس گاہک نے سب سے زیادہ قیمت پر خریدنے کا اظہار کیا ہو، مبیع اس کے نام لکھ لیا جاتا ہے۔ جمہور علماء کے نزدیک یہ بیع جائز ہے۔

(۱۵) بیع عربان: بیع عربان کی صورت یہ ہے کہ گاہک بائع کو مبیع کی قیمت کا کچھ حصہ دے کر وعدہ کرے کہ اگر میں نے قیمت ادا نہ کی اور بیع فسخ کیا تو یہ رقم آپ کی ہو جائے گی۔ چونکہ اس میں جوئے کی شکل آجاتی ہے اس

لیے رسول اللہ صلیؔ اللہ علیہ وسلمؔ نے اس سے منع فرمایاہے۔ ائمہ اربعہ میں صرف امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ جائز ہے اور باقی ائمہ کے نزدیک ناجائز ہے۔

(۱۶) بیع عریہؔ: بیع عریہ کی صورت یہ ہے کہ پھلوں کے باغ میں باغ کا مالک ایک درخت کسی محتاج کو دے دے، پھر اس فقیر کے پھل توڑنے کے لیے باغ میں بار بار آنے سے مالک تنگ ہو جائے اور وہ فقیر کو اتنے ہی پھل ٹوٹے ہوئے دے دے جتنے پھل اس کے درخت پر اندازۃ ہوتے ہیں، لیکن فی الحال فقیر وہ درخت چھوڑے اور باغ کے کاٹنے کے وقت اپنے پھل وصول کریں، بظاہر یہ معاملہ درخت پر لگے ہوئے پھلوں کے بدلے میں ٹوٹے ہوئے پھل دینا ہے لیکن حقیقت میں یہ باغ کے مالک کی طرف سے عطیہ اور احسان ہے۔ جمہور علماء اس کو جائز کہتے ہیں، البتہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک صرف پانچ وسق میں جائز ہے۔

(۱۷) بیع سنین ومعاومہ: سنۃ اور عام دونوں سال کو کہتے ہیں، اس بیع کی تصویر یہ ہے کہ بائع کہے کہ اس سال میرے باغ میں جتنے پھل یا کھیت میں جتنا فصل پیدا ہو جائے اس کو اتنے قیمت پر فروخت کرتا ہوں۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلمؔ نے اس سے منع فرمایاہے۔ عدم جواز اس وجہ سے ہے کہ یہ معدوم کی بیع ہے اور آنے والے پھل اور فصل کا پیدا ہونا یقینی بھی نہیں اور اگر پیدا بھی ہو جائے تو اس کی مقدار مجہول ہے۔

(۱۸) بیع عینہ: بیع عینہ کی صورت یہ ہے کہ ایک حاجتمند اور مجبور شخص کسی صاحب استطاعت شخص سے قرض مانگے، وہ قرض تو نہ دے البتہ یہ کہے کہ ۱۰۰ روپے کی یہ چیز ۱۲۰ روپے میں مجھ سے خرید لو اور نقد ۱۰۰ روپے پر بیچو کر اپنی ضرورت پوری کرو بعد میں مجھے ۱۲۰ روپے دے دیں۔

بیع کی یہ صورت بھی ناجائز ہے کیونکہ یہ قرض سے ناجائز طریقہ پر نفع حاصل کرنے کا ایک بہانہ ہے۔

بیع مصرّاۃ: مصراّۃ تصریہ سے ماخوذ ہے، تصریہ کے معنی ہیں دودھ کو جانوروں کے تھنوں میں روکے رکھنا۔ اگر مادہ جانورں مثلاً گائے، بھینس، بکری اور اونٹنی کے تھنوں میں دودھ کو کئی روز تک چھوڑا جائے تاکہ بیچتے وقت گاہک کو یہ مادہ جانور زیادہ دودھ دینے والا نظر آجائے اور زیادہ قیمت میں اس کو خرید لے تو اس کو بیع مصرّاۃ کہتے ہیں۔ یہ دھوکہ ہے۔ احناف میں سے قاضی ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں مشتری کو اختیار

ہے، چاہے جانور کو واپس کریں اور جو دودھ اس سے لیا ہے اس کے عوض ایک صاع (ساڑے تین سیر) کھجور بھی بائع کو دے دے اور چاہے تو مبیع کو قبول کرکے اپنے پاس رکھ لے۔

تجارت میں خیارات (Options) سے متعلق صارف کے حقوق کا شرعی جائزہ

خرید و فروخت اور لین دین میں شفافیت لانے کے لیے اور فریقین (بائع اور مشتری) کے درمیان باہمی نزاع کے خاتمے کے لیے اسلام نے معاملات میں خیارات کے ایک اہم باب کو کھولا ہے، تاکہ بوقت ندامت فسخ معاملہ ممکن ہو سکے۔ اور فریقین میں جس کو نقصان کا اندیشہ ہو، بچ سکے۔ خیارات کا باب اگرچہ بائع اور مشتری دونوں سے متعلق ہے لیکن اگر بغور دیکھا جائے تو اس کی ضرورت زیادہ تر صارف اور مشتری کو پڑتی ہے کیونکہ، مبیع بائع کے پاس کافی وقت سے موجود ہوتا ہے اور مشتری کے ہاتھ میں ابھی ابھی آنے والی ہے، لہٰذا مشتری کو اس کے عمدہ اور ردی ہونے کا مکمل علم نہیں ہے۔

خیار کا لغوی و اصطلاحی مفہوم:

خیار کے لغوی معنی کے بارے میں صاحب بحر الرائق رقم طراز ہے:

وفی المصباح الخیار و الاختیار ،وفسّرہ فی فتح الباری بالتخییر بین الامضاء والفسخ۔[27]

مصباح میں ہے کہ خیار اور اختیار دونوں کے ایک معنی ہیں، اور فتح الباری میں خیار کی تفسیر (بیع کے) نفاذ اور فسخ کے درمیان اختیار دینے سے کی ہے۔

اصطلاح میں خیار سے مراد **"ھو حق العاقد فی فسخ العقد او امضائہ لظھور مسوغ شرعی او بمقتضی اتفاق عقدی:**[28]

خیار عاقد (بائع یا مشتری) کا بیع کے نافذ یا فسخ کرنے کا حق ہے شرعی گنجائش کی وجہ سے یا عقدی اتفاق کے تقاضے کی وجہ سے۔

خیار کی قسمیں:

خیارات کی بنیادی مندرجہ ذیل قسمیں ہیں:

(۱) خیار رویت (۲) خیار شرط (۳) خیار عیب (۴) خیار تعین

(۱) فقہ اسلامی میں خیارِ شرط کا مفہوم

خیار کے معنی کے بارے میں صاحب بحر الرائق لکھتے ہیں :" وفی المصباح :الخیار و الاختیار"[29] مصباح اللغات میں ہے کہ خیار کے معنی اختیار اور منتخب کرنے کے ہیں اور جب شرط کی طرف اس کی اضافت کی جائے تو اس کے بارے میں آگے لکھتے ہیں" من اضافة الشیء الی سببه لانّ الشرط سبب للخیار" [30]خیار الشرط میں جو خیار کی اضافت شرط کی طرف ہوئی ہے یہ شئ کا اپنے سبب کی طرف اضافت ہے، مطلب یہ ہے کہ یہاں مشتری کا اپنے لیے خیار کی شرط لگانے کی وجہ سے اس کے لیے خیار ثابت ہو رہا ہے۔ مزید لکھتے ہیں"وفسرہ فی فتح الباری بالتخییر بین الامضاء والفسخ۔ "[31]فتح الباری میں وضاحت کی گئی ہے کہ بیع کے نافذ کرنے اور فسخ کرنے کے اختیار کو خیار شرط کہتے ہیں۔

خیار شرط کے جواز کے دلائل اور اس کی مدّت کے بارے میں اقوالِ فقہاء

صاحب ہدایہ فرماتے ہیں:

خیار الشرط جائز فی البیع للبائع والمشتری ولهما الخیار ثلاثة ایّام فما دونها۔[32]

مطلب یہ ہے کہ خیار شرط بائع اور مشتری کے لیے جائز ہے اور ان کے لیے تین دن یا اس سے کم اختیار حاصل ہے۔

فتاوٰی عالمگیری میں ہے:

یصح البیع بشرط الخیار لاحد العاقدین او لهما جمیعاً عندنا و کذا خیار الشرط لاجنبی جائز عندنا کذا فی فتاوٰی قاضی خان وهو موضوع للفسخ لا للاجازة عندنا۔[33]

اور مزید لکھتے ہیں:

وجائز بالاتفاق وهو ان یقول علی انیّ بالخیار ثلاثة ایام فما دونها ومختلف فیه وهو ان یقول علی انیّ بالخیار شهراً او شهرین۔[34]

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ مالک اور گاہک میں سے کسی ایک کے لیے یا دونوں کے لیے ہمارے ہاں خیار شرط کے ساتھ بیع کرنا جائز ہے اور اسی طرح ہمارے نزدیک ایک اجنبی شخص کے لیے خیار شرط لگانا بھی جائز ہے اسی طرح فتاوٰی قاضی خان میں ہے اور ہمارے مذہب کے مطابق یہ خیار یعنی خیارِ شرط (معاملہ) کے توڑنے کے لیے وضع کیا گیا ہے نفاذ کے لیے نہیں، اور یہ بالاتفاق جائز ہے اور وہ یہ کہ مشتری (گاہک) کہے کہ اس شرط کے ساتھ کہ مجھے تین دن یا

اس سے کم اختیار حاصل ہو گا، اور مختلف فیہ ہے اور وہ یہ کہ مشتری (گاہک) کہے کہ مجھے ایک ماہ یا دو ماہ کے لیے اختیار ہو گا۔ اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ صارف کے لیے خیار شرط لگانا بالاتفاق جائز ہے لیکن اس کے مدت میں اختلاف ہے، تین دن تک تو کوئی اختلاف نہیں البتہ تین دن سے زیادہ میں اختلاف ہے۔

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ بدائع الصنائع میں لکھتے ہیں:

(ومنها): شرطُ خیار غیر موقّت اصلاً والاصل فیه انّ شرط الخیار یمنع انعقاد العقدِ فی حق الحکم للحال فکان شرطاً مغیّراً مقتضی العقدِ وا نّهمفسد فی الاصل وهو القیاس الّا انّا عرفنا جوازہ استحساناً بخلاف القیاس بالنّص وهو ما رُوِیَ انّ حبّان بن منقذ کان یغبن فی التجاراتِ فشکا اهله الی رسول الله صلّی الله علیه وسلم فقال له "اذا بائعت فقل: لا خلابة ولیَ الخیار ثلاثة ایّام" فبقی ماوراء المنصوص علیه علی اصل القیاس۔ [35]

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ (بیوعات اور معاملات کے جو فاسد شروط ہیں) ان میں سے یہ بھی ہے کہ (معاملہ میں) ایسا شرطِ خیار لگایا جائے (جس کا کوئی وقت معلوم نہ ہو یا) جس میں وقت کی کوئی قید نہ ہو، اس میں قاعدہ اور قانون یہ ہے کہ خیار شرط بیع کو حکم کے اعتبار سے فی الحال منعقد ہونے سے روکتا ہے، تو یہ ایسا شرط ہے جو مقتضی عقد کے مغایر یعنی خلاف ہے اور اصل میں یہ (معاملہ کو) فاسد کرنے والا ہے اور قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے لیکن ہم نے استحساناً (اور) خلاف قیاس اس کے جواز کو نص کے ذریعے معلوم کیا ہے اور وہ نص یہ ہے کہ حضرت حبان ابن منقذ تجارات (بیوعات) میں خسارہ اٹھاتے تھے تو اس کے گھر والوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ جب تم بیع کرتے ہو تو کہا کرو کہ کوئی دھوکہ نہ ہو گا اور میرے لیے تین دن تک خیار ہو گا۔ تو جو منصوص علیہ کے علاوہ ہے وہ قیاس کے قانون کے مطابق رہ گیا یعنی جائز نہیں، علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس تحقیق سے نہ صرف خیار شرط کا جواز معلوم ہوتا ہے بلکہ جواز کے ساتھ علت جواز اور مدت جواز بھی ظاہر ہوتا ہے، علت جواز تو یہی حدیث ہے جس کو نص کا درجہ حاصل ہے اور مدتِ جواز حدیث میں مذکورہ وقت یعنی تین دن ہیں۔ در اصل بات یہ کہ فقہاء کرام نے خیار شرط کے جواز اور عدم جواز کے بارے مین تین صور تیں ذکر کی ہیں۔ پہلی صورت یہ ہے کہ گاہک خرید کرتے وقت سامان کے مالک سے کہے کہ میں نے یہ سودا آپ سے خرید لیا اس شرط کے ساتھ کہ میرے لیے خیار ہے یا یہ کہے کہ میرے لیے کئی دن خیار ہے یا اس طرح کہے کہ مجھے ہمیشہ کے لیے اختیار ہو گا۔ اس

صورت کے عدم جواز پر فقہاء کرام کا اتفاق ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ گاہک مالک سے کہے کہ میں نے مبیع خرید لیا اس شرط کے ساتھ کہ میرے لیے تین دن تک خیار رہے گا یا تین دن سے کم وقت بتائے مثلاً ایک یا دو دن بتائے تو یہ صورت بالاتفاق جائز ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ گاہک تین دن سے زیادہ وقت بتائے مثلاً کہے کہ میرے لیے چار دن یا ایک ماہ یا دو ماہ تک خیار ہو گا۔اس صورت میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے اور اوپر جو علامہ کاسانی کے بدائع الصنائع سے عبارت پیش کی گئی ہے اس میں بھی تصریح ہے کہ اگر قیاس کے تقاضے کو ملحوظ رکھا جائے تو تین دن میں بھی جائز نہیں ہے لیکن استحساناً اور خلاف القیاس نص کا لحاظ رکھتے ہوئے تین دن میں جائز رکھا گیا اور تین دن سے زائد میں قیاس کے مطابق ناجائز رہا۔ امام ابو حنیفہ، امام زفر اور امام شافعی رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ جس معاملہ اور بیع میں ایک یا دو ماہ کا خیار رکھا جائے، خیار بائع کے لیے ہو یا گاہک کے لیے تو وہ بیع فاسد ہے اور صاحبین یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ یہ بیع جائز ہے۔

صاحب بحر الرائق نے خیار شرط کے جواز کے بارے میں یہی روایت زیادہ تفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہیں:

والاصل فی ثبوتہ ما رواہ ابن ماجہ فی سننہ انّ حبان بن منقذ بن عمر کان رجلاً قد اصابہ امۃ فی راسہ فکسرت اسنانہ وکان لا یدع علی ذالك التجارۃ فکان لا یزال یغبن فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکر لہ ذالك فقال لہ: اذا انت بایعت فقل لا خلابۃ، ثمّ انت فی کلّ سلعۃ ابتعتہا بالخیار ثلاثۃ لیال فاذا رضیت فامسك، وان سخطت فارددھا علی صاحبہا[36]

مطلب یہ ہے کہ خیار شرط کے ثبوت میں دلیل وہ روایت ہے جس کو ابن ماجہ نے اپنے سنن میں ذکر کی ہے کہ حبان بن منقذ بن عمر ایک ایسا آدمی تھا جس کے سر میں کچھ چوٹ لگی تھی پس اس کے دانت ٹوٹ گئے تھے اور وہ اس کے باوجود بھی تجارۃ (جیسے بابرکت پیشے) کو نہ چھوڑتے تھے، وہ ہمیشہ دھوکہ کھاتے تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور اس سے اس (بات) کا تذکرہ کیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ جب تم بیع کرتے ہو کہا کرو کہ کوئی دھوکہ نہ ہو گا، پھر تم جس سامان کو بھی خریدو گے اس میں تم کو تین راتیں خیار ہو گا، پس جب تم راضی ہو جاو تو (اس مبیع) کو رکھ لو اور اگر راضی نہ ہو تو اس کو واپس کرو۔

بحر الرائق کے اس عبارت سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ روایت بدائع الصنائع کے عبارت میں ذکر شدہ روایت سے تفصیلی ہے۔ لیکن جو بات مقصود تھی یعنی خیار شرط کا جائز ہونا اور اس کے مدت کا تین دن ہونا، وہ دونوں میں یکساں ہے۔ البتہ

اس روایت میں صارف کے رضا اور عدم رضا اور نفاذ بیع و فسخ بیع کے اختیار کا بھی ذکر ہے۔یہی وجہ ہے کہ فقہاء کرام صارف کے لیے تین دن کے خیار شرط کے جواز پر متفق ہیں اور اس سے زیادہ میں اختلاف کیا ہے۔صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

خیار الشرط جائز فی البیع للبائع والمشتری ولھما الخیار ثلاثة ایام فما دونھا والاصل فیه ما روی ان حبان ابن منقذ بن عمرو الانصاری کان یغبن فی البیاعات فقال له النبی علیه السلام اذا بایعت فقل لا خلابة ولی الخیار ثلاثة ایّام ولا یجوز اکثر منھا عند ابی حنیفة رحمة الله علیه وھو قول زفر والشافعی رحمھما الله وقالا یجوز اذا سمیّ مدہ معلومة لحدیث ابن عمر رضی الله عنه انه اجاز الخیار الی شھرین۔[37]

اس عبارت میں صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ بیع میں خیار شرط بائع اور مشتری کے لیے جائز ہے اور ان دونوں کے لیے تین دن یا اس سے کم خیار ہوگا اور دلیل اس میں وہ حدیث ہے جس میں روایت کیا گیا ہے کہ حبان ابن منقذ بن عمرو الانصاری خرید و فروخت میں نقصان اٹھاتے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس سے) فرمایا کہ جب تم بیع کرتے ہو تو کہا کرو کہ کوئی دھوکہ نہیں ہے اور میرے لیے تین دن کا اختیار ہے اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک تین دن سے زیادہ جائز نہیں ہے۔یہی قول امام زفر اور امام شافعی کا ہے اور صاحبین فرماتے ہیں کہ جب مدت معلوم ہو تو (زیادہ) بھی جائز ہے کیونکہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو ماہ تک خیار جائز رکھا۔

صاحب ھدایہ نے واضح کر دیا کہ فریقین (مالک اور گاہک) دونوں اس حق (خیار شرط) کے مستحق ہیں، لیکن جو دو روایتوں کو ذکر کر دیا ان میں صرف صارف (گاہک) کے لیے خیار لینے کا تذکرہ ملتا ہے جو ہمارے کلام کا موضوع ہے لیکن بائع (مالک) کے لیے خیار لینے کا تذکرہ نہیں ملتا اور اس کی دلیل اوپر بحر الرائق کی عبارت میں ذکر کیے گیے روایت کے الفاظ ہیں:

ثمّ انت فی کلّ سلعة ابتعتھا بالخیار ثلاثة لیال فاذا رضیت فامسك، وان سخطت فارددھا علی صاحبھا۔[38]

اس عبارت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ تم جو بھی سامان تین دن خیار کے ساتھ خرید لو تو اگر پسند ہو تو بیع نافذ کرو اور اگر پسند نہ ہو تو واپس کرو۔معلوم ہو گیا کہ یہ صحابی مشتری ہونے کی حیثیت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے

اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی جواب میں خریدنے کی صورت میں خیار لینے کا حکم دے دیا۔ البتہ یہ کہنا قرین از قیاس ہے کہ صاحب ہدایہ نے اس روایت کو ان الفاظ کے بغیر ذکر کر کے گویا اطلاق کی طرف اشارہ کیا ہے، یعنی چونکہ حدیث کے الفاظ مطلق ہیں۔ خریدنے اور بیچنے دونوں صورتوں کو شامل ہیں اس لیے اس نے مشتری کے ساتھ بائع کے لیے بھی خیار کے جواز پر اس سے استدلال کیا۔ ویسے بھی خیارات کا تعلق زیادہ تر مشتری کے ساتھ ہے جیسا کہ خیار رویت میں ذکر کیا گیا ہے کہ حضرت طلحہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کے نزاع کے فیصلے میں حضرت جبیر ابن مطعم رضی اللہ عنہ نے مشتری کو خیار دے دیا۔

روئیت دیکھنے کو کہتے ہیں اور خیار روئیت کا مطلب ہے کہ مشتری مبیع کو دیکھے بغیر خرید لے۔ خیار روئیت کا شرعی حکم یہ ہے کہ اگر ایسا معاملہ کیا گیا تو مبیع کے دیکھنے کے بعد مشتری کو اختیار ہو گا، چاہے تو بیع نافذ کریں اور چاہے تو فسخ کریں۔ شریعت نے یہ سہولت تو دی ہے کہ بوقت ضرورت بن دیکھے خرید و فروخت کا معاملہ کر سکیں، لیکن اس سہولت کے ساتھ نقصان سے بچنے کا راستہ بھی بتایا ہے کہ مشتری کے لیے دیکھنے کے بعد معاملہ باقی رکھنے اور ختم کرنے کا اختیار بھی ہو گا۔ مبیع اکثر تو بیع کے وقت موجود ہوتا ہے اور مشتری اس کو دیکھنے کے بعد خریدتا ہے لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مبیع موجود نہیں ہوتا اور بائع مشتری کے سامنے اس کے اوصاف بیان کرتا ہے اور مشتری اس کو خرید لیتا ہے، ایسا کرنا شرعاً جائز ہے اور مشتری کے لیے خیار روئیت ثابت ہو گا، دیکھنے کے بعد اگر پسند آ گیا تو طے شدہ قیمت مکمل ادا کر کے بیع نافذ کرے گا، اگر پسند نہ آئے تو بیع فسخ کرے گا، علامہ ابن ہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں:

ومن اشترىٰ شيئا لم يره فالبيع جائز وله الخيار اذا رآه ان شاء اخذه بجميع الثمن وان شاء رده سواء رآه على الصفة التي وصفت له او على خلافها ۔[39]

اور یہی عبارت فتاویٰ عالمگیری میں بھی ہے اور اس عبارت کے بعد اس فتاویٰ میں یہ عبارت ہے:

هو الخيار يثبت حكماً لا شرطاً ۔[40]

مشتری کا اپنے لیے خیار رویت لگانا ضروری نہیں ہے بلکہ اس کے بغیر بھی یہ خیار مشتری کے لیے ثابت ہے۔

خیار روئیت کے جواز پر امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ متفق ہیں لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ خیار ناجائز ہے کیونکہ مبیع مجہول ہے۔ لیکن احناف دلیل میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ حضور صلیٰ اللہ علیہ وسلمؐ کا ارشاد ہے کہ جس نے کوئی چیز بن دیکھے خرید لی تو جب وہ دیکھ لے اسے اختیار ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے

کہ یہ جہالت مضر بھی نہیں کیونکہ جب وہ دیکھ لے اور پسند نہ ہو تو بیع فسخ کرے گا۔ علامہ ابن الہمام فتح القدیر میں صاحب ہدایہ کے عبارت کو نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

وقال الشافعي لا يجوز العقد لان المبيع مجهول ولنا قوله عليه السلام من اشترى شيئاً لم يره فله الخيار اذا راٰه، ولان الجهالة بعدم الروئية لا تفضي الى المنازعة لانه لو لم يوافقه يردّه۔[41]

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ یہ بیع جائز نہیں کیونکہ مبیع مجہول ہے اور ہمارے لئے دلیل آپ ﷺ کا یہ قول ہے کہ جس نے بن دیکھے کوئی چیز خرید لی تو جب دیکھے تو اس کے لئے خیار ہے، اور نہ دیکھنے کی وجہ جو جہالت ہے وہ جھگڑے پیدا نہیں کرتا کیونکہ اگر مرضی کے موافق نہ ہو تو واپس کرے گا۔

خیار رویٔت صرف صارف کے لیے ثابت ہے، صارف خواہ مشتری ہو، خواہ کرایہ دار ہو اور جو اصل مالک ہو یعنی بائع یا مالک مکان اس کے لیے ثابت نہیں ہے، حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ ابن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ بصرہ کی ایک زمین بن دیکھے فروخت کر دی تھی، دونوں حضرات نے زمین کو نہ دیکھا تھا۔ حضرت طلحہ سے کسی نے کہا کہ آپ گھاٹے میں رہے تو اس نے کہا کہ میرے لیے خیار ہے کیونکہ میں نے ایسی زمین خریدی ہے جسے دیکھا نہیں ہے، اور حضرت عثمان سے کہا گیا کہ آپ کو نقصان میں ہوا تو فرمایا کہ میرے لیے خیار ہے کیونکہ میں نے ایسی چیز فروخت کی جس کو میں نے نہیں دیکھا ہے۔ پس دونوں نے ایک اور صحابی حضرت جبیر ابن مطعم رضی اللہ عنہ کو ثالث مقرر کیا (تاکہ وہ فیصلہ کرے کہ خیار کس کے لیے ثابت ہے؟) تو حضرت جبیر ابن مطعم نے حضرت طلحہ کے حق میں خیار رویٔت کا فیصلہ کیا اور یہ فیصلہ صحابہ کی موجودگی میں تھا۔ صاحب ہدایہ لکھتے ہیں:

و روى ان عثمان ابن عفان باع ارضاً بالبصرة من طلحة بن عبيد الله فقيل لطلحة انك قد غبنت فقال لى الخيار لانى اشتريت مالم اره وقيل لعثمان انك قد غبنت فقال لى الخيار لانى بعت مالم اره فحكما بينهما جبير ابن مطعم فقضى بالخيار لطلحة وكان ذالك بمحضر من الصحابة۔[42] اس روایت کو صاحب بحر الرائق نے بھی انہی الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔[43]

فقہ اسلامی میں "خیار عیب" کا مفہوم

عیب کے معنی نقصان کی ہیں۔علامہ ابن ہمام عیب کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں"**والعیب ما تخلو عنه الفطرة السلیمة مما یعد به ناقصا**[44]"عیب وہ ہے جب کوئی چیز اپنی اصل فطرت سے خالی ہو اور جس کی وجہ سے وہ چیز ادھوری اور نقصان والی شمار کی جاتی ہو۔

فقہ اسلامی میں" خیار عیب" کا ثبوت

اگر ایک صارف کوئی مطلوبہ مبیع (خواہ سامان ہو یا جانور، جو بھی جنس ہو) بوقت خرید دیکھ کر لے جائے، پھر جب اس مبیع کو اپنے پاس دوبارہ دیکھے تو اس میں کوئی عیب نظر آجائے تو صارف کو شرعاًیہ اجازت اور اختیار ہے کہ وہ اس مبیع کو لوٹائے اور بائع سے قیمت کے واپسی کا مطالبہ کریں۔ خیار عیب کے ثبوت کے متعلق علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ بدائع الصنائع میں لکھتے ہیں:

واما خیا ر الشرط والعیب فثبت باشتراط العاقدین اماخیار الشرط فظاهر ،لانه منصوص علیه فی العقد واما خیار العیب فلان السلامة مشروطة فی العقد دلالة ،والثابت بدلالة النص کالثابت بصریح النص فکان ثابت حقا للعبد۔[45]

عاقدین (سامان کا مالک اور گاہک) کے درمیان معاملہ میں اگر خیار شرط لگایا جائے تو ظاہر ہے (کہ معاملہ شرط کے اختتام تک موقوف رہے گا) کیونکہ خیار شرط بیع میں منصوص علیہ ہے اور خیار عیب کے بارے میں قانون یہ ہے کہ ہر معاملہ میں مبیع کا عیوب سے پاک ہونا مشروط ہے دلالۃ، اور دلالت سے ثابت ہونے والی چیز، نص سے ثابت ہونے والی چیز کی طرح ہوتی ہے، تو گویا خیار عیب بندے کے(شرعی) حق کے طور پر ثابت ہے۔

فتاوٰی عالمگیری میں لکھا ہے:

خیار العیب یثبت من غیر شرط ،واذا اشتریٰ شیأ لم یعلم بالعیب وقت الشراء ولا علمه قبله والعیب یسیر أو فاحش فله الخیار ان شاء رضی بجمیع الثمن وان شاء رده۔[46]

خیار عیب شرط لگانے کے بغیر ثابت ہوتا ہے، اگر کسی(گاہک) نے کوئی چیز خریدلی اور خریدتے وقت یا اس سے پہلے اس کو کوئی عیب نظر نہ آئے اور پھر تھوڑا یا بہت عیب(اس مبیع) میں گاہک کو ظاہر ہوا تو وہ اس بات میں مختار ہے کہ مبیع کو واپس کریں اور اس کی قیمت کا مطالبہ کریں یا پوری قیمت ہی سے لے لے۔

عالمگیری کے اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ بیع میں خیار عیب گاہک کے لیے شرط لگائے بغیر ثابت ہوتا ہے، سامان کا مالک راضی ہو یا نہ ہو، اور یہ گاہک کا شرعی حق ہے، البتہ مالک کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے کہ اگر مشتری (گاہک) عیب کے باوجود سودا لینا چاہتا ہو تو قیمت پوری ادا کرنی ہوگی اور وہ اس کا مجاز نہ ہوگا کہ عیب اور نقصان کے بقدر قیمت کے کمی کا مطالبہ کریں کیونکہ فقہ کا قانون یہ ہے کہ عیب اور نقصان کے مقابلے میں ثمن (قیمت) کا کوئی حصہ کاٹا نہیں جاتا اس لیے کہ عیب کوئی مال نہیں کہ اس کے مقابلے میں قیمت کا کوئی حصہ آجائے بلکہ یہ وصف ہے اور وصف کے مقابلے میں قیمت کا کوئی حصہ نہیں آتا۔ البتہ صاحب فتح القدیر علامہ ابن ھمام کی بات بھی وزنی ہے وہ صاحب ھدایہ کی عبارت نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

واذا اطلع المشتری علی عیب فی المبیع فھو بالخیار ان شاء آخذہ بجمیع الثمن وان شاء ردہ لان مطلق العقد یقتضی وصف السلامۃ فعند فواتہ یتخیر۔[47]

یعنی مشتری کو مبیع میں جب عیب کا علم ہو جائے تو کل ثمن سے لینے یا بیع منسوخ کرنے کا وہ مجاز ہے، کیونکہ ہر عقد اس بات کا تقاضہ کرتا ہے کہ بیچا جانے والا سودا تمام عیوب سے پاک ہو۔ اور آگے شرح میں لکھتے ہیں کہ "ولم یکن شرط البراءۃ من کل عی "[48] اور بیچنے والے نے تمام عیوب سے سبکدوشی کا اعلان بھی نہ کیا ہو۔

اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ اگر مالک گاہک سے یہ کہے کہ میں سودا تیرے ہاتھ بیچتا ہوں لیکن میں کسی قسم کے عیب کا ذمہ دار نہ ہوگا اور اس بات کو مشتری نے قبول بھی کر دیا تو معاملہ طے پانے کے بعد جس قسم کا عیب بھی سودا میں نکل آئے ،مالک شرعا اس کا ذمہ دار نہ ہوگا اور گاہک ہر گز سودا واپس نہیں کر سکتا۔

خیار عیب کب معتبر ہے؟

خیار عیب اس وقت معتبر ہوگا جب مندرجہ ذیل شرطیں پائی جائیں۔ سودا کرنے کے وقت یا اس کے بعد مبیع مشتری کو سپرد کرنے کے وقت سے پہلے پہلے عیب پیدا ہو گیا ہو، اگر اسکے بعد پیدا ہو گیا ہو تو مشتری کے لیے خیار عیب ثابت نہ ہوگی۔ اسی طرح یہ عیب قبضہ کے بعد مشتری کے ہاں بھی نمایاں ہو۔ قبضہ اور عقد (معاملہ) کرتے وقت مشتری کا عیب سے ناواقف ہونا بھی ضروری ہے، اگر ان اوقات میں مشتری کو عیب کا علم تھا تو اس کے لیے خیار عیب ثابت نہ ہوگی۔ سامان کے مالک یعنی بائع نے تمام عیوب سے بیزاری کا اعلان نہ کیا ہو اگر اس نے یہ شرط لگائی ہو کہ میں کسی قسم کے عیب کا ذمہ دار نہ ہوں گا تو پھر مشتری کے لیے خیار عیب ثابت نہ ہوگی۔

خیار عیب کا حکم

خیار عیب کے ہوتے ہوئے جو سامان فروخت کیا جائے تو گاہک اس کا مالک ہے لیکن خیار عیب کے وقت تک یہ ملکیت عارضی ہے، اگر اس نے خیار عیب استعمال کرتے ہوئے بیع کو فسخ کر دیا تو اس کی ملکیت باطل ہو جائے گی۔
خیار عیب ورثہ کو بھی منتقل ہو سکتا ہے، یعنی گاہک مبیع خریدنے کے بعد اچانک مر جائے تو ورثہ خیار عیب کا استعمال کرتے ہوئے بیع کو فسخ کر سکتے ہیں۔

فقہ اسلامی میں " خیار تعین " کا مفہوم

تعین کے معنی ہیں معین اور ممتاز کرنا۔ اصطلاح فقہ میں خیار تعین کے معنی یہ ہیں:

وھو ان یبیع احد العبدین او الثلاثۃ او احد الثوبین او الثلاثۃ علی ان یأخذ المشتری واحدا ۔[49]

خیار تعین یہ ہے کہ دو یا تین غلاموں یا کپڑوں میں کسی ایک کو اس شرط کے ساتھ بیچے کہ مشتری ان سے ایک کو خریدیں گے۔

معاملات اور بیوعات عمومی طور پر ایک معین اور معلوم مبیع میں ہوا کرتی ہیں لیکن کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مشتری مبیع کے چند افراد میں کسی ایک کو خریدنا چاہتا ہے۔ ایسے موقع پر وہ ان افراد میں اپنے لیے خیار تعین کا مطالبہ کرتا ہے ،یعنی مشتری کہتا ہے کہ میں ان افراد میں کسی ایک کو کو منتخب کر کے اس کی قیمت ادا کروں گا اور باقی افراد کو واپس کروں گا، تو کیا شریعت میں ایسا کرنا جائز ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں جائز تو ہے لیکن مطلقاً نہیں بلکہ چار سے کم افراد میں انتخاب کر سکتا ہے زیادہ میں نہیں۔ صاحب بحر الرائق لکھتے ہیں:

وصح خیار التعین فیما دون الاربعۃ ۔[50]

فروخت ہونے والی اشیاء دو قسم کی ہیں ایک قسم وہ اشیاء ہیں جن کو قیمی کہا جاتا ہے یعنی اگر وہ ہلاک ہو جائے تو تاوان میں اس کی قیمت ادا کی جائی گی اور ایک قسم ان اشیاء کی ہے کہ جب وہ ہلاک ہو جائے تو تاوان میں ان کی قیمت نہیں بلکہ ان کا مثل دیا جائے گا ایسے اشیاء کو مثلی کہا جاہے۔ مثلی چیزوں میں خیار تعین صحیح نہیں ہے اور قیمی چیزوں میں صحیح ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ چار سے کم مثلی چیزوں میں خیار تعین جائز ہے اور قیمی میں جائز نہیں ہے۔ اور چار میں صحیح نہیں ہے۔

صح خیار التعین فی القیمیات لا فی مثلیات فیما دون الاربعة۔ ولا یصح فی الاربعة۔[51]

قیمی چیزوں میں خیار تعین چار سے کم چیزوں میں جائز ہے، مثلی میں جائز نہیں اور چار میں جائز نہیں۔

اگر مشتری خیار تعین کے ساتھ دو چیزیں لے جائیں تو ایک مشتری کی ملک ہو گی اور ایک بائع کی امانت ہو گی، اسی دوران کہ یہ دونوں چیزیں مشتری کے قبضہ میں ہیں اگر خدانخواستہ ایک چیز ہلاک اور ضائع ہو جائے تو مشتری کے ذمہ ثمن یعنی بائع اور مشتری کے درمیان طے شدہ قیمت ادا کرنا لازم ہو گیا۔ جب بائع اور مشتری دونوں راضی ہوں تو مشتری کے لیے خیار تعین کے ساتھ خیار شرط لگانا بھی جائز ہے، مثلاً مشتری نے دو کپڑے یا دو اور چیزیں بائع سے لے کر کہا کہ میں ان دونوں میں سے ایک کو متعین کر کے قیمت ادا کروں گا اور دوسرا لوٹالوں گا لیکن میرے لیے تین دن خیار ہو گی تو یہ جائز ہے، پس اگر اس نے ایک کپڑے کو واپس کیا تو یہ خیار تعین کی وجہ سے ہو گا، دوسرے کپڑے میں اس کو خیار شرط حاصل ہے جب تک خیار شرط کا وقت ختم نہ ہوئی ہو اس وقت تک وہ دوسرے کپڑے میں بیع کے رد کرنے اور نافذ کرنے کا مجاز ہے، اگر رد کیا تو مبیع واپس کرے گا اور اگر نافذ کیا تو ثمن ادا کرے گا۔ کبھی کبھی مشتری سے غافل ہو جاتا ہے اور تین دن گزر جاتے ہیں لیکن وہ نہ تو ایک چیز کو معین کر کے دوسرے کو واپس کرتا ہے اور نہ بیع کو رد کر کے دونوں کو لوٹاتا ہے، اگر ایسی صورت پیش آئی تو مشتری کے لیے جو خیار تعین ثابت تھا وہ باطل ہو گیا اور ایک چیز میں بیع خود بخود نافذ ہو گیا اب یہ مشتری کے ذمہ ہے کہ وہ ایک کو معین کر کے اس کی قیمت کو ادا کرے اور دوسرے کو واپس کرے کیونکہ وہ اس کے پاس امانت ہے جس کا لوٹانا ضروری ہے۔

خیار تعین کا وارث کو منتقل ہونا

انسان کے لیے اپنی ضرویات کو پوری کرنا ناگزیر ہے، وہ بیمار کیوں نہ ہو لیکن جب کسی چیز کی ضرورت پڑ جائے تو اگر خود نہیں خرید سکتا تو کسی دوسرے شخص کو رقم دے کر خریدنے کے لیے بیجتا ہے، اسی طرح کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ سودا خریدنے کا معاملہ جاری ہو تا ہے مثلا مشتری بائع سے دو یا تین چیزوں کو خیار شرط مع خیار تعین کے ساتھ لے کر اپنے مکان لے گیا، اور ابھی نہ تین دن گزرے تھے اور نہ اس نے تعین کیا تھا کہ اچانک مشتری فوت ہو گیا تو اس صورت میں خیار شرط تو باطل ہو گیا، اب وارث کو دونوں یا تینوں چیزوں کے واپس کرنے کا کوئی اختیار نہ ہو گا، البتہ خیار تعین وارث کو منتقل ہو گیا، لیکن یہ میراث نہ ہو گی بلکہ بائع اور مورث کی ملکیت کا اختلاط تھا، اس لیے وارث کو مورث کی ملکیت جدا

کرنے کے لیے اختیار دیا گیا تا کہ وہ ایک چیز کو متعین کر کے باقی چیزوں کو واپس کر دے اور جب وہ ایک چیز کو متعین کرے تو بقیہ چیزیں اپنے مالک کو واپس کرنے تک اس کے پاس امانت رہیں گی۔

خیار تعین کی صورت میں اگر مبیع ہلاک ہو جائے تو ضمان اور تاوان کس پر ہے؟

جس طرح بیع اور خرید و فروخت فریقین کے لیے سہولت کا باعث ہو وہ اسی طرح کرتے ہیں اور شریعت نے بھی ممکن حد تک گنجائش دی ہے تو خیار تعین بھی اسی گنجائش کی ایک کڑی ہے، پھر کبھی تلف اور ہلاکت کی صورت بھی پیش آتی ہے تو اس کا نقصان کون برداشت کرے گا؟، اس کا بھی شریعت نے محل بتایا ہے کہ جس کی طرف سے تعدی یا سستی ہو وہی نقصان برداشت کرے گا۔ جب مشتری خیار تعین کے ساتھ دو چیزوں میں سے ایک کا سودا کرے اور ابھی دونوں چیزیں بائع کے قبضہ میں تھیں کہ ایک چیز ہلاک ہو گیا تو ہلاک ہونے والا چیز امانت کے لیے متعین ہو گیا اور جو چیز موجود ہے وہ مبیع بننے کے لیے متعین ہو گیا، اب مشتری کو اختیار ہے چاہے لے لے اور چاہے تو واپس کرے لیکن اگر دونوں چیزیں ہلاک ہوئیں تو بیع باطل ہو جائے گی۔ اسی طرح جب مبیع کو تین افراد میں سے ایک کو متعین کرنا تھا اور ایک ہلاک ہو کر دو باقی رہ گئے تو مشتری کو اختیار ہے کہ دونوں میں سے ایک کو متعین کر کے اس کی قیمت ادا کرے اور چاہے تو دونوں کو واپس کرے اور اگر تینوں چیزیں ہلاک ہوئیں تو بیع باطل ہو جائے گی۔ ان تمام صورتوں پر اگر غور کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ اس میں مشتری کی کوئی غلطی نہیں ہے نہ اس کی طرف سے کسی قسم کی سستی ہے، بلکہ مبیع کے افراد ابھی تک بائع کے ہاتھ میں تھے اور اسی سے ہلاک ہوئیں۔ اگر مشتری دو چیزوں میں سے ایک کو خیار تعین کے ساتھ خرید لے اور ان میں سے صرف ایک پر قبضہ کرے پھر وہی مقبوض چیز مشتری سے ہلاک ہو جائے تو یہی چیز بیع کے لیے متعین ہو گی اور مشتری طے شدہ قیمت کو ادا کرے گا، اگر اس نے دوسرے چیز کو بھی قبضہ کر دیا تو یہ اس کے پاس امانت ہو گی، اس کو اپنے مالک یعنی بائع کی طرف واپس کرے گا۔ اگر دونوں چیزیں مشتری کے قبضہ کرنے کے بعد یکے بعد دیگرے ہلاک ہوئیں تو پہلی چیز ہلاکت سے پہلے بیع کے لیے متعین ہو گیا اور مشتری کے ذمہ لازم ہے کہ وہ اس کی مقرر شدہ قیمت ادا کرے اور اگر ایک ساتھ ہلاک ہوئیں تو دونوں چیزوں کی نصف نصف قیمت ادا کرنا مشتری کے ذمہ ضروری ہو گیا۔ اگر مالک سلعہ (سامان کا مالک) گاہک سے اس بات میں نزاع اور جھگڑا کرے کہ پہلے ہلاک ہونے والی چیز زیادہ قیمتی تھی جبکہ گاہک کے خیال میں بعد میں ہلاک ہونے والی چیز پہلے ہلاک ہونے والے سے زیادہ قیمتی تھی تو

اس صورت میں قسم کے ساتھ مشتری اور گاہک کی بات تسلیم کی جائی گی، لیکن مالک یا گاہک میں سے اگر کسی ایک نے گواہ قائم کیے تو پھر گواہوں کا اعتبار ہو گا اور قسم ساقط ہو جائے گی، گواہ خواہ بائع اور مالک کے ہوں خواہ گاہک کے، یعنی جس کے گواہ ہوں اس کے حق میں فیصلہ کیا جائے گا۔ اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو بائع کے گواہوں کو تسلیم کر کے ان پر فیصلہ کیا جائے گا، یعنی فیصلہ بائع کے حق میں کیا جائے گا۔ اور مشتری کے گواہوں کو توجہ نہ دی جائے گی۔

خیار تعین کے دوران مبیع میں کوئی عیب پیدا ہونے کے شرعی احکامات

جب ایک گاہک کسی سامان کے مالک سے اس طرح خرید و فروخت کا معاملہ کرے کہ میں ان دو چیزوں میں ایک کو منتخب کر کے لے لوں گا، دونوں چیزیں مالک کے قبضہ میں تھیں کہ ایک چیز عیب دار ہو گئی تو یہ عیب والی چیز بیع کے لیے متعین نہ ہو گا، اگر مشتری چاہے تو کل طے شدہ قیمت ادا کر کے یہی عیب دار چیز لے لے اور چاہے تو اس کو چھوڑ کر وہ دوسرے بے عیب چیز کو اس کی طے شدہ قیمت پر لے لے، اور یہ بھی اختیار ہے کہ دونوں کو چھوڑ دے۔ غور کرنے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہاں بھی گاہک کی کوئی کوتاہی نہیں ہے بلکہ مالک کا اپنا مال اس کے اپنے ہاتھوں عیب دار ہوئی ہے، لہٰذا اس کی کوتاہی کا خمیازہ اسے ہی بھگتنا پڑے گا، مشتری اسے چھوڑ کر دوسرے کو خرید لے گا، ہاں اگر مشتری یہ احسان کرنا چاہے کہ عیب کے باوجود اسی چیز کو خرید لے تو وہ اس کا بھی مجاز ہے، خواہ مبیع میں کوئی اور عمدہ صفت ہو جس کی وجہ سے وہ عیب کے باوجود نفع کے ساتھ بیچنے کی امید ہو، خواہ مشتری بطور احسان بائع کو بچا کر خود تاوان مول لینا چاہتا ہو، مشتری کو خریدنے یا چھوڑنے پر مجبور نہ کیا جائے گا اور وہ پنے نفع حاصل کرنے یا تاوان برداشت کرنے میں مختار ہے۔ جب بائع کے پاس دونوں چیزیں عیب دار ہو جائیں تو مشتری قیمت کم کرنے کا مجاز نہیں ہے البتہ اسے یہ اختیار حاصل ہے کہ عیبوں کے باوجود ہر ایک کے مقرر شدہ قیمت کے مطابق ان دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کر کے خرید لے یا دونوں کو چھوڑ دے، چونکہ سودا کرتے وقت مبیع کے افراد سالم تھے اب عیب پیدا ہو گیا اور عیب ایک ایسا وصف ہے جس کے مقابے میں ثمن اور قیمت کا کچھ حصہ گھٹانا یا بڑھانا جائز نہیں ہے اس لیے مشتری وہی مقرر شدہ قیمت پر خرید لے گا، ہاں اس عیب کے نقصان سے بچنے کے لیے اسے یہ اختیار حاصل ہے کہ مبیع کو چھوڑ دے۔ یہ تو وہ صورتیں تھیں جن میں کوتاہی مالک کی تھی اب وہ صورتیں بیان کریں گے جن میں کوتاہی یا سستی گاہک اور خریدار کی ہو گی اور اسے اپنی کوتاہی کے بدلے میں نقصان بھی اس کو اٹھانا پڑے گا۔ اگر ایک گاہک اور خریدار کسی سامان کے مالک سے دو چیزوں میں سے ایک کو خیار تعین کے ساتھ خرید لے پھر دونوں پر قبضہ بھی کرے اور اس کے قبضہ میں ایک چیز

میں کوئی عیب پیدا ہو گیا تو یہی عیب والا چیز بیع کے لیے متعین ہو گیا دوسرا مشتری کے پاس امانت ہے اور اگر دونوں میں عیب پیدا ہو گیا تو جو پہلے عیب دار ہو گیا ہو وہی بیع کے لیے متعین ہو گیا دوسرا واپس کرے گا اور اگر ایک ساتھ دونوں عیب دار ہوئیں تو جس کو چاہے کل طے شدا قیمت کے عوض لے لے اور مشتری کو اس صورت میں واپس کرنے کا کوئی اختیار نہ رہے گا کیونکہ اب مبیع میں تصرف کرنے اور نقصان پیدا ہونے کی وجہ سے مشتری کا خیار شرط باطل ہو چکا ہے، البتہ اگر ایک کا عیب بڑھ جائے یا ایک میں دوسرا عیب پیدا ہو جائے تو یہی بیع کے لیے متعین ہو گیا یعنی گاہک اسی کو اس کے طے شدہ قیمت کے عوض قیمت ادا کر کے لے جائے گا۔

خیار تعین کے ساتھ خریدے ہوئے مال میں تصرف کرنے کا حکم

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ گاہک دو چیزوں میں سے ایک چیز کو خیار تعین کے ساتھ خرید لیتا ہے پھر اس میں ایسا تصرف کرتا ہے جیسے اس کا اپنا مالک اس میں تصرف کرتا ہے مثلاً اس کو آگے بیچتا ہے یا اسے ہبہ کرتا ہے، اگر کسی گاہک نے ایسا کیا تو اس کا خیار تعین ختم ہو گیا اور جس چیز میں اس نے مالکانہ تصرف کیا ہے وہ بیع کے لیے متعین ہو گیا۔ گاہک اس کا طے شدہ قیمت مالک کو ادا کرے گا اور دوسرے چیز کو واپس کرے گا۔ اس کے برعکس اگر گاہک کی بجائے مالک نے ایک میں تصرف کیا تو اس کی تصرف اس وقت تک موقوف رہے گا جب تک کہ کوئی ایک مبیع بننے کے متعین نہ ہو جائے۔ اگر یہی مبیع بن گیا تو مالک کا تصرف باطل ہو جائے گا اور اگر یہ مشتری (گاہک) کے پاس بطور امانت رہ گیا اور دوسرا بیع کے لیے متعین ہو گیا تو اس میں مالک کا تصرف نافذ ہو جائے گا مثلاً اگر مالک نے کسی اور کے ہاتھ بیچا ہو تو اس کا موقوف بیع اب نافذ ہو جائے گی۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مشتری دونوں چیزوں میں مالکانہ تصرف کرتا ہے اس صورت میں گاہک کے لیے خیار شرط تو باطل ہو جائے گا البتہ خیار تعین اب بھی باقی ہے، دونوں چیزوں کو واپس تو نہیں کر سکتا لیکن دونوں میں ایک کو منتخب کر کے اسکی طے شدہ قیمت کو ادا کرے گا۔ اگر گاہک دو چیزوں میں سے ایک کو خیار تعین کے ساتھ خرید لے پھر دونوں کو آگے بیچے اس کے بعد خیار تعین کا استعمال کرتے ہوئے ایک کو بیع کے لیے متعین کرے تو اس ایک میں بیع یعنی اس کا آگے بیچنا صحیح ہو جائے گا۔ جب ایک گاہک کپڑے کے مالک سے سودا کر کے اس سے دو کپڑوں میں سے ایک کپڑے کو خیار تعین کے ساتھ خرید لے پھر اس میں ایسا تصرف کرے کہ ایک کپڑے کو سیے یا اس کو رنگ کرے تو یہی مبیع بننے کے لیے متعین ہو گیا، اس کی مقرر کردہ قیمت کو ادا کرے گا اور دوسرے کپڑے کو واپس

کرے گا، اگر مالک اور گاہک کا اختلاف آ گیا مثلاً گاہک نے دو چادر لے کر ایک کو رنگ دے دیا گویا اس کو بیع کے لیے متعین کر دیا تو مالک کہتا ہے کہ جس کو تو نے رنگ دیا ہے وہ ۳۰۰ روپے کا ہے اور دوسرا ۱۰۰ روپے کا ہے اور گاہک کہتا ہے کہ نہیں جس کو میں نے رنگ دیا ہے وہی ۱۰۰ روپے کا ہے، تو اس صورت میں نزاع کو ختم کرنے کے لیے گاہک کا قول لیا جائے گا مگر قسم کے ساتھ۔

معاصر پاکستانی قوانین اور اسلامی تعلیمات میں صارفین کے حقوق کا تقابل

صارفین کے حقوق کی تحفظ کے لئے قانون سازی کا عمل تفصیلاً ذکر کرنے کے بعد اسلامی تعلیمات اور سیرت طیبہ ﷺ کی روشنی میں صارفین کے حقوق کا تذکرہ کیا گیا اب ذیل میں مختصر تقابل پیش کیا جائے گا۔

- صارف سے مراد:

اسلام آباد کنزویمر پروٹیکشن ایکٹ اور تمام صوبائی اسمبلیوں کے ایکٹوں کا مطالعہ کرنے کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ صارف سے مراد وہ شخص یا ادارہ / تنظیم ہے جو ذاتی استعمال کے لئے کوئی خریداری کرتا ہے اگر وہ خریداری تجارت کے ارادے سے کرے تو "صارف" کی تعریف اس پر صادق نہ آئے گی جو اسلامی تعلیمات کے منافی ہے۔ اسلامی تعلیمات میں مشتری (صارف) عام ہے چاہے وہ ذاتی استعمال کے لئے خریداری کرے یا تجارت کی نیت سے دونوں صورتوں میں صارف ہوگا۔

- صارفین کو دھوکہ دینے کی ممانعت

تمام ایکٹوں میں مندرجہ ذیل دفعات موجود ہیں:

- ایسی جھوٹی نمائندگی جس سے یہ سمجھا جائے کہ وہ چیز یا خدمات کسی خاص معیار مقدار بوجہ قسم ملاوٹ یعنی اس میں کوئی چیز مخفی لکھی گئی ہو۔
- کوئی ایسی چیز جس کو دوبارہ مرمت کیا گیا ہو اور اس کو نئی چیز کے داموں فروخت کیا جا رہا ہو یا ظاہر کیا جا رہا ہو کہ یہ نئی چیز ہے۔
- ایسی جھوٹی نمائندگی جو عام کمپنی کو خاص ظاہر کیا جائے۔ جو معیاری نہ ہو بس ظاہر کیا گیا ہو۔
- ایسی غلط نمائندگی جس کے زریعے یہ ظاہر کیا گیا ہو کہ کسی چیز کا استعمال انتہائی ضروری ہو۔
- عوام کو غلط وارنٹی / گارنٹی دینا

- غلط طور پر مکان / گھر وغیرہ فروخت کرنا جس میں مخصوص سہولیات موجود نہ ہو۔
- عوام کو غلط یقین دہانی کرانا
- ایسے نجی تعلیمی ادارے جو قومی یا بین الاقوام مجاز اتھارٹی سے منظور شدہ نہ اور تشہیر کریں کہ وہ منظور شدہ ہیں۔
- غلط نمائندگی کہ ماہرین کی خدمات کی سہولیات میسر ہیں مثلاڈاکٹرز، انجنئیرز، حکماءوغیرہ
- ایسے غلط حقائق کسی دوسرے ادارے یا فرم کے بارے میں پیش کرنا جس وہ سے بدنام ہو۔
- بذریعہ خط / اشتہار ضروریات زندگی یا خدمات کی غلط تفصیلات بیان کرنا

مذکورہ تمام نکات سیرت النبی ﷺ اور تعلیمات اسلامی سے ثابت ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا مشہور ارشاد ہے: من غش فلیس منا[52] نبی کریم ﷺ کا گزر ایک مرتبہ ایک تاجر پر سے ہوا جو کھانے کی اشیاء کو فروخت کر رہا تھا۔ آپ ﷺ نے اناج کے اندر ہاتھ داخل کیا جو اندر سے تر تھا آپ ﷺ نے فرمایا جس نے دھوکہ کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ [53]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ایک اصول حیثیت رکھتا ہے جو مندرجہ بالا تمام دفعات کو شامل ہے۔

- ممنوع کاروبار کی وضاحت

قومی اور صوبائی اسمبلیوں سے منظور شدہ تمام ایکٹوں میں یہ مندرجہ ذیل باتیں عمومی ہیں جس میں ممنوع کاروبار اور ممنوع لین دین کو قانوناجرم قرار دیا گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ کے ارشادات سے بھی بہت سارے ایسے بیوعات کا ثبوت ملتا ہے جو شریعت اسلامی میں ناجائز شمار کئے جاتے ہیں۔ مثلا بیع مکروہ، بیع باطل، بیع فاسد، بیع غرر،، بیع حبل الحبلہ، بیع ملامسہ، بیع منابذہ، بیع حصاۃ، بیع مزابنہ و محاقلہ، بیع المضامین والملاقیح، بیع الحاضر للبادی، بیع تلقی الجلب، بیع نجش، بیع مزائدہ، بیع عربان، بیع عریہّ، بیع سنین و معاومہ، بیع عینہ، بیع مصرّاۃ، ان تمام بیوعات کی تفصیل گزر گئی ہے۔

جس طرح معاصر قوانین میں مختلف کاروبار اور لین دین پر پابندی عائد کر دی گئی ہے بالکل اس طرح بنی کریم ﷺ نے بھی معاشرہ کو مد نظر رکھ کر مختلف مواقع اور مختلف مقامات پر احکامات صادر کئے ہیں جس کی رو سے لوگوں کے درمیان مختلف لین دین کو ناجائز قرار دیا ہے۔

نتائج بحث

- صارفین کے حقوق شریعت محمدی ﷺ میں تفصیلا مذکور ہیں۔
- نبی کریم ﷺ نے لوگوں کے آپس میں معاملات کے لئے ہدایات کا کافی ذخیرہ فراہم کیا ہے۔
- اسلام نے صارفین کو دھوکہ دینے سے منع کیا ہے۔
- پاکستانی قوانین میں صارفین کے حقوق کے لئے جامع قانون سازی کی گئی ہے۔
- پاکستانی قوانین جو صارفین کے حقوق کی تحفظ سے متعلق ہیں وہ شریعت نبوی ﷺ کی تعلیمات سے متصادم نہیں ہیں۔

حواشی وحوالہ جات

[1] اسلام آباد کنزومر پروٹیکشن ایکٹ ۱۹۹۵ء

[2] ایضا

[3] ایضا

[4] http://www.na.gov.pk/uploads/documents/1328144629_603.pdf

[5] http://www.punjablaws.gov.pk/laws/477.html

[6] http://www.punjablaws.gov.pk/laws/477.html

[7] http://www.punjablaws.gov.pk/laws/477.html

[8] http://www.punjablaws.gov.pk/laws/477.html

[9] http://www.punjablaws.gov.pk/laws/477.html

[10] http://www.punjablaws.gov.pk/laws/477.html

[11] http://www.kp.gov.pk/uploads/2016/10/1.NWFP_consumers_Protection_Act_1997_pdf

[12] http://www.crc.org.pk/pdf/Sindh%20Act%20No.XVII%20of%202015.pdf

[13] http://nasirlawsite.com/laws/bcpa.htm

[14] الجمعۃ، ۶۲: ۱۰

[15] کیرانوی، مولانا وحید الزمان قاسمی، القاموس الوحید، ادارہ اسلامیات، لاہور، کراچی، جون ۲۰۰۱ء ، ۱: ۱۹۴

[16] الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ، الاصدار وزارت الاوقاف والشئون الاسلامیہ الکویت، الطبعۃ الثانیہ ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۳ء، ۱۰: ۱۵۱

[17] القاموس الوحید، ا: ۱۹۴

[18] ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ، الشیخ کمال الدین محمد بن عبد الواحد، (المتوفی ۸۶۱ھ)، فتح القدیر، ، المکتبۃ الحبیبیہ، کانسی روڈ، کوئٹہ ملتان، سن اشاعت ندارد، ۵: ۴۵۵

[19] فتح القدیر ۵ :۴۵۶

[20] بخاری، محمد بن اسماعیل البخاری، الجامع الصحیح، قدیمی کتب خانہ، آرام باغ، کراچی، اشاعت ثانی: ۱۹۶۱ء/۱۳۸۱ھ، ا: ۲۹۰

[21] ایضا

[22] مسلم بن حجاج القشیری، الجامع الصحیح، مکتبہ البشریٰ، کراچی سن اشاعت 2011ء، ۵: ۸

[23] ترمذی، ابو عیسیٰ محمد ابن عیسیٰ ابن سورۃ، السنن، باب ماجاء فی بیع المحاقلہ والمزابنہ مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، لاھور، ا: ۳۶۳

[24] ایضاا: ۲۶۲

[25] ایضاا: ۳۶۲

[26] بخاری، الجامع الصحیح، ا: ۲۸۷

[27] ابن نجیم، زین الدین بن ابراہیم، (۹۷۰ھ) البحر الرائق، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، سن اشاعت ندارد، ۶: ۳

[28] الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیہ، ۲۰: ۴۱

[29] البحر الرائق، ۳/۶

[30] ایضاا: ۳

[31] ایضا

[32] المرغینانی، برہان الدین ابی الحسن علی بن ابی بکر الفرغانی، المتوفی ۵۹۳ھ، الھدایۃ، مکتبہ رحمانیہ، اقراء سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور۔ ۳: ۳۰

[33] مولانا الشیخ نظام وجماعۃ من علماء الھند الاعلام، مکتبہ علمیہ، الفتاویٰ العالمگیریہ المعروف بالفتاویٰ الھندیہ، اکوڑہ خٹک، سن اشاعت ندارد۔ ۳: ۳۸

[34] ایضا

[35] الکاسانی، امام علاء الدین ابی بکر ابن مسعود، الحنفی، (المتوفی ۵۸۷ھ)، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار النشر، کراچی، سن اشاعت ندارد۔ ۷: ۲۱

[36] البحر الرائق، ۴/۶

[37] المرغینانی، الھدایۃ، ۳:۳۰

[38] ابن نجیم، البحر الرائق، ۶:۴

[39] ابن ہشام، فتح القدیر، ۵: ۵۳۰

[40] الفتاویٰ العالمگیریہ المعروف بالفتاویٰ الھندیہ، ۳ :۵۳۰

[41] فتح القدیر، ۵ : ۵۳۱

[42] ھدایۃ، ۳: ۳۸

[43] البحر الرائق، ۶: ۴۴

[44] فتح القدیر، ۶: ۲

[45] بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، ۱: ۳۲۱

[46] الفتاویٰ العالمگیریہ المعروف بالفتاویٰ الھندیہ، ۳: ۶۶

[47] ابن ہشام، فتح القدیر، ۶: ۲

[48] ایضا

[49] ابن نجیم، البحر الرائق، ۶: ۳۸

[50] ایضا، ۶ / ۳۵

[51] الفتاویٰ العالمگیریہ المعروف بالفتاویٰ الھندیہ، ۳: ۴۵

[52] مسلم، الجامع الصحیح، کتاب الایمان حدیث رقم 102

[53] ابو داؤد، سلیمان ابن اشعث، السنن، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار لاہور، سن اشاعت ندار۔ ۲: ۱۳۳